

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝

تَنْزِيلُ الْمَلَكِ وَالرُّؤْيُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝

سَلَّمَ شَيْءٌ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

سُورَةُ الْبَيِّنَاتِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

لَعَلَّيْكَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ

شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔^(۱) (۳)
اس (میں ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم
سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں۔^(۲) (۴)
یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے^(۳) اور فجر کے طلوع
ہونے تک (رہتی ہے)۔ (۵)

سورہ بینہ مدنی ہے اور اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان
نہایت رحم والا ہے۔

اہل کتاب کے کافر^(۳) اور مشرک لوگ^(۵) جب تک کہ

(۱) یعنی اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اور ہزار مہینے ۸۳ سال ۴ مہینے بنتے ہیں۔ یہ امت محمدیہ پر
اللہ کا کتنا احسان عظیم ہے کہ مختصر عمر میں زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لیے کیسی سہولت عطا فرمادی۔

(۲) روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں، یعنی فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام سمیت، اس رات میں زمین
پر اترتے ہیں، ان کاموں کو سرانجام دینے کے لیے جن کا فیصلہ اس سال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۳) یعنی اس میں شر نہیں۔ یا اس معنی میں سلامتی والی ہے کہ مومن اس رات کو شیطان کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔
یا فرشتے اہل ایمان کو سلام عرض کرتے ہیں، یا فرشتے ہی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ شب قدر کے لیے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور خاص یہ دعا بتلائی ہے «اللَّهُمَّ! إِنَّكَ عَفْوٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي» (ترمذی ابواب

الدعوات، ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب الدعاء بالعفو والعافية)

☆ اس کا دوسرا نام سورہ لَمْ یَكُنْ بھی ہے۔ حدیث میں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ
عنه سے فرمایا، اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سورہ ﴿لَعَلَّيْكَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ تجھے پڑھ کر سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب نے
پوچھا، کیا اللہ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ”ہاں“ جس پر (مارے خوشی کے) حضرت ابی بن کعب نے
آنکھوں میں آنسو آگئے۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورہ لَمْ یَكُنْ)

(۴) اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

(۵) مشرک سے مراد عرب و عجم کے وہ لوگ ہیں جو بتوں اور آگ کے پجاری تھے۔ مُنْفَكِّينَ باز آنے والے، بَيِّنَةُ
(دلیل) سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی یہود و نصاریٰ اور عرب و عجم کے مشرکین اپنے کفر و شرک سے باز
آنے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ ان کے پاس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن لے کر آجائیں اور وہ ان کی ضلالت و
جمالت بیان کریں اور انہیں ایمان کی دعوت دیں۔

حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝

رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝

وَمَا تَقْرَأُ الَّذِينَ أَزْنَمُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ

الْبَيِّنَةُ ۝

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ حُنَفَاءَ

وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

ان کے پاس ظاہر دلیل نہ آجائے باز رہنے والے نہ تھے

(وہ دلیل یہ تھی کہ) (۱)

اللہ تعالیٰ کا ایک رسول (۱) جو پاک صحیفے پڑھے۔ (۲)

جن میں صحیح اور درست احکام ہوں۔ (۳)

اہل کتاب اپنے پاس ظاہر دلیل آجانے کے بعد ہی

(اختلاف میں پڑ کر) متفرق ہو گئے۔ (۴)

انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا (۵) کہ صرف اللہ

کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں۔

ابراہیم حنیف (۶) کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور

زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔ (۷)

بیشک جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہوئے اور مشرکین

(۱) یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) یعنی قرآن مجید جو لوح محفوظ میں پاک صحیفوں میں درج ہے۔

(۳) یہاں کُتُب سے مراد احکام دینیہ اور قَیِّمَةٌ 'معتدل اور سیدھی۔

(۴) یعنی اہل کتاب، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل مجتمع تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بعثت ہو

گئی، اس کے بعد یہ متفرق ہو گئے، ان میں سے کچھ مومن ہو گئے، لیکن اکثریت ایمان سے محروم ہی رہی۔ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی بعثت و رسالت کو دلیل سے تعبیر کرنے میں یہی نکتہ ہے کہ آپ ﷺ کی صداقت واضح تھی جس میں مجال

انکار نہیں تھی۔ لیکن ان لوگوں نے آپ ﷺ کی تکذیب محض حسد اور عناد کی وجہ سے کی۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں

تفرق کار تکاب کرنے والوں میں صرف اہل کتاب کا نام لیا ہے، حالانکہ دوسروں نے بھی اس کار تکاب کیا تھا، کیوں

کہ یہ بہر حال علم والے تھے اور آپ ﷺ کی آمد اور صفات کا تذکرہ ان کی کتابوں میں موجود تھا۔

(۵) یعنی ان کی کتابوں میں انہیں حکم تو یہ دیا گیا تھا کہ.....

(۶) حَنِيفٌ کے معنی ہیں، 'ماکل ہونا، کسی ایک طرف یکسو ہونا۔ حُنَفَاءَ جمع ہے۔ یعنی شرک سے توحید کی طرف اور تمام

ادیان سے منقطع ہو کر صرف دین اسلام کی طرف مائل اور یکسو ہوتے ہوئے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔

(۷) الْقَيِّمَةُ محذوف موصوف کی صفت ہے۔ دِينُ الْعَمَلِ الْقَيِّمَةِ أَيْ: الْمُسْتَقِيمَةِ يَا الْأُمَّةَ الْمُسْتَقِيمَةَ

الْمُعْتَدِلَةَ، یہی اس ملت یا امت کا دین ہے جو سیدھی اور معتدل ہے۔ اکثر ائمہ نے اس آیت سے اس بات پر

استدلال کیا ہے کہ اعمال، ایمان میں داخل ہیں۔ (ابن کثیر)

خَلِيدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ①

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ②

جَزَاءُ لَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ③

سُورَةُ الزَّلْزَلَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ④

سب دوزخ کی آگ میں (جائیں گے) جہاں وہ ہمیشہ
(ہمیشہ) رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔^(۱)
پیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے یہ لوگ
بہترین مخلوق ہیں۔^(۲)

ان کا بدلہ انکے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں جنکے نیچے
نہریں بہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ
ان سے راضی ہوا^(۳) اور یہ اس سے راضی ہوئے۔^(۴) یہ
ہے اس کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔^(۵)

سورۃ زلزال مدنی ہے اور اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان
نہایت رحم والا ہے۔

(۱) یہ اللہ کے رسولوں اور اس کی کتابوں کا انکار کرنے والوں کا انجام ہے۔ نیز انہیں تمام مخلوقات میں بدترین قرار دیا گیا۔

(۲) یعنی جو دل کے ساتھ ایمان لائے اور جنہوں نے اعضا کے ساتھ عمل کیے، وہ تمام مخلوقات سے بہتر اور افضل ہیں۔
جو اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ مومن بندے ملائکہ سے شرف و فضل میں بہترین ہیں۔ ان کی ایک دلیل یہ آیت
بھی ہے۔ الْبَرِيَّةُ 'بِرًا' (خلق) سے ہے۔ اسی سے اللہ کی صفت البارئ ہے۔ اس لیے بَرِيَّةٌ 'اصل میں بَرِيَّةٌ ہے، ہمزہ
کو یا سے بدل کر یا کایا میں ادغام کر دیا گیا۔

(۳) ان کے ایمان و طاعت اور اعمال صالحہ کے سبب۔ اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے۔ ﴿وَرَضُوا لِلَّهِ﴾ (التوبة: ۷۳)

(۴) اس لیے کہ اللہ نے انہیں ایسی نعمتوں سے نواز دیا، جن میں ان کی روح اور بدن دونوں کی سعادتیں ہیں۔

(۵) یعنی یہ جزا اور رضامندی ان لوگوں کے لیے ہے جو دنیا میں اللہ سے ڈرتے رہے اور اس ڈر کی وجہ سے اللہ کی
نافرمانی کے ارتکاب سے بچتے رہے۔ اگر کسی وقت بہ تقاضائے بشریت نافرمانی ہو گئی تو فوراً توبہ کر لی اور آئندہ کے لیے
اپنی اصلاح کر لی، حتیٰ کہ ان کی موت اسی اطاعت پر ہوئی نہ کہ معصیت پر۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ سے ڈرنے والا
معصیت پر اصرار اور دوام نہیں کر سکتا اور جو ایسا کرتا ہے، حقیقت میں اس کا دل اللہ کے خوف سے خالی ہے۔

☆ اس کے مدنی اور مکی ہونے میں اختلاف ہے، اس کی فضیلت میں متعدد روایات منقول ہیں لیکن ان میں سے کوئی
روایت صحیح نہیں ہے۔